|  |  |
| --- | --- |
|  |  |



Al-Abṣār(Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)

**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)

**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.

Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 63-70

**DOI:** <https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1480>

**Open Access at**: <https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about>

**عبادات میں قیاس کےاجراءکاتحقیقی وتجزیاتی مطالعہ**

**A Research Based Analytical Study of the Issue of Qiyās *fil ‘Ibādah***

***Dr. Zubair Tayyab***

*CEO, Hira Institute of Social Sciences Research and Development*

|  |  |
| --- | --- |
|  | **Abstract** |
|  | *Qiyās means to measure or evaluating one thing in terms of another. Qiyās indicates a comparison to establish equality or similarity between two things. According to Jurists, Technically it is an extension of law from the original text to which the process is pragmatic. Qiyās is an extension of the Shari’ah ruling from the original case (AṢl) to the new case (Far’) because both of them have the same effective cause (‘Illah). As per Jurists, Qiyās is one of the most important among the rational sources. In Qiyās a jurist tries to find out the effective cause of a Ḥukm in the Qur’an and Sunnah then renders the two cases equal in terms of Ḥukm. To find the Ḥukm is not an easy task in majority of cases, and for this purpose a qualified person such as, Mujtahid is sometimes required in such a case.The article under review is related to the issue of Qiyās fil ‘Ibādah. Jurists have different opinion in said issue. In this article, the opinions of the Jurists have been examined in detail and research concludes that no absolute Ḥukm can be placed on this issue. Where a reason is found to be rational it is suitable to order the proclamation of the Qiyās.*  **Keywords**  Qiyās, ‘Ibādah, Similarity, Ḥukm, ‘*Illah* |

# موضوع کاتعارف

علمائے اسلام نے اَحکام شرعیہ کے استنباط و استخراج کے لیے جو علم وضع کیا وہ’’اصول فقہ‘‘ کہلاتا ہے۔اصول فقہ سے مراد وہ اصول و قواعد اور ضوابط ہیں جن سے کام لے کر ایک فقیہ قرآن وسنت اور شریعت کے دوسرے مآخذ سے فقہی احکام کااستخراج کرتا اور روز مرہ کےپیش آنے والے عملی مسائل کے لیےتفصیلی ہدایات مرتب کرتا ہے ۔بالفاظ ِدیگر شریعت کے عملی احکام کو ان کے تفصیلی دلائل سے معلوم کرنے میں جو قواعد و ضوابط ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں ان کے مجموعہ کواصول ِفقہ کہاجاتاہے ۔اصول فقہ کی اہم ترین مباحث میں سے ایک بحث ’’قیاس فی العبادات‘‘ ہےجس کا عمومی مفہوم یہ ہے کہ کیا عبادات میں قیاس کا عمل دخل ممکن ہے یا نہیں؟ زیرِنظرمقالہ اسی بحث سےمتعلق ہےتاہم مذکورہ بحث سے پہلے قیاس اورعبادات کےچنداصول ومبادیات کابیان مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

# قیاس کی حقیقت وماہیت اورعناصر

قیاس کا لفظی معنیٰ ہےاندازہ لگانا چنانچہ کہا جاتا ہے"قست الارض بالقصبۃ"میں نے لکڑی کے ایک ڈنڈے سے زمین کو ناپایعنی اس کی لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ لگایا۔ البحرالمحیط کےمطالق" قیاس کے معنی "تقدیر" یعنی ایک شئی کااندازہ دوسری شئی کے ذریعہ کرنے کے ہیں۔[[1]](#endnote-1)قیاس کااصطلاحی مفہوم یہ ہےکہ دو مذکور چیزوں میں سے ایک کے ثابت شدہ حکم کو دوسری چیز کے اندر ثابت کردینااس بنیاد پر کہ وہ دوسری چیز ایک وصفِ خاص میں اُس پہلی چیز کے ساتھ شریک ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن صالح الفوزان شرح الورقات فی اصول الفقہ میں لکھتے ہیں:

رد الفرع الی ا لاصل بعلۃ تجمعہما فی الحکم۔[[2]](#endnote-2)

ایسی علت کی بنیاد پر جو فرع اور اصل دونوں میں موجود ہو اصل کے حکم کو فرع کی جانب متعدی کردیناقیاس ہے۔

اصل سےمرادمنصوص حکم اورفرع سےمرادپیش آمدہ مسئلہ ہےجسےمنصوص پرقیاس کرتےہوئےحکم لگایاجاتاہے۔قیاس کے ارکان کی تعدادچارہےجنہیں قیاس کےعناصرِاربعہ بھی کہاجاتاہے۔یہ درج ذیل ہیں:

1. اصل جسے مقیس علیہ کہتے ہیں۔
2. فرع جسے مقیس کہتے ہیں۔
3. حکم۔
4. علت یعنی وہ وصفِ جامع جو اصل اور فرع دونوں میں مشترک ہے۔

ان عناصرکوایک حدیث سےسمجھناآسان ہوگاجس میں آپﷺنے رباالفضل کی بابت ارشادفرمایا:

الْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا الاھاءوھاء۔[[3]](#endnote-3)

گندم کو گندم کے بدلے میں بیچنا سود ہے مگر برابر برابر ۔

مذکورہ حدیث گندم سمیت چھ اصناف کے بارےمیں واردہےتاہم چاول کا حکم معلوم نہیں کہ اسے باہم تبادلے میں کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے یا نہیں؟ غوروفکرکرنےسے معلوم ہوا کہ جب دونوں طرف گندم ہوتو جنس ایک ہوجاتی ہے اور کہ گندم ناپ تول کر بکنے والی چیز ہے۔ اس سے نتیجہ اخذکیاگیاکہ جب جنس اور قدر ایک ہو تو اس چیزکی خرید و فروخت کے وقت ’’برابری‘‘ ضروری ہے۔ گویایہاں قدراورجنس علت طےکی گئی۔چاول کو چاول کے عوض فروخت کرنے میں بھی یہی بات دیکھی کہ دونوں طرف چاول اورتول کربیچی جانےوالی چیزہے۔چنانچہ علت یعنی قدرمع الجنس پائےجانےکی وجہ سےحدیث میں واردحکم چاول کی بیع میں بھی متعدی کردیاگیا کہ چاول کو چاول کے بدلے میں فروخت کرنے میں بھی برابری ضروری ہے۔ جہاں بھی دو ہم جنس قدری (ناپ تول کر بکنے والی) چیزوں کا تبادلہ ہورہا ہو وہاں یہی حکم واردہوگا۔اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ قیاسِ شرعی میں چار چیزیں ضروری ہیں:

* پہلی وہ چیز جس کا حکم قرآن یاسنت سے ثابت ہو۔اس کو ’’مقیس علیہ‘‘ یااصل کہتے ہیں جو کہ درج بالا مثال میں گندم ہے۔
* دوسری وہ چیزجس کا حکم معلوم نہیں ۔اس کومقیس یا فرع کہتے ہیں، جو کہ مذکورہ بالا مثال میں چاول ہے۔
* حکم یعنی قرآن وسنت میں امرِشارع چاہےوہ وجودی ہویاعدمی۔ جیساکہ مذکورہ بالا مثال میں یہ حکم دیاگیاکہ تبادلہ برابربرابر ہو۔کمی بیشی ربامیں داخل ہوگی۔
* وہ خاص کیفیت جس کی بنیاد پرمنصوص حکم لگایاگیا اسےعلت کہتےہیں،اس کاتعین فقہاء انتہائی غوروخوض سےکرتےہیں جیساکہ مذکورہ بالامثال میں قدرمع الجنس علت طےکی گئی۔چنانچہ جہاں جہاں یہ علت پائی جائےگی وہاں منصوص حکم نافذہوگا۔

# عبادت کی تعریف اورحقیقت وماہیت

فقہ ِاسلامی کےماہرین سے عبادت کی متعدد تعریفات منقول ہیں۔زیر بحث موضوع میں عبادت کی وہ تعریف زیادہ جامع مانع محسوس ہوتی ہے جو علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار علی الدر المختار میں: ’’الفرق بین الطاعۃوالقربۃوالعبادۃ‘‘کے عنوان کے تحت ذکر کی ہے۔ لکھتےہیں:

العبادۃما یثاب علی فعلہ و یتوقف علی نیۃ: فنحو الصلوات الخمس و الصوم و الزکاۃ و الحج من کل ما یتوقف علی النیۃ ۔[[4]](#endnote-4)

ہر وہ فعل جس کے کرنے میں ثواب ہو اور وہ فعل نیت پرموقوف ہو جیسا کہ پانچ نمازیں، روزہ، زکوٰۃ اور حج کہ یہ سب اُنہی اَفعال میں سے ہیں جن کا عبادت ہونا نیت پر موقوف ہے۔

حافظ ابن کثیرنے سورۃ الفاتحہ کی آیت"ایاک نعبد"کی تفسیرمیں عبادت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

شرع میں عبادت کمال محبت ،خشوع اورخوف کی کیفیات کےمجموعےکانام ہے۔[[5]](#endnote-5)

اس سےیہ نتیجہ اخذکیاجاسکتاہےکہ کسی بھی فعل کاعبادت قرارپانادوامورپرمنحصرہے۔اول یہ کہ خالق سےامیدوبیم کی کیفیت پرمبنی امرکہ جس کی تعمیل موجبِ ثواب ہواوردوم یہ کہ ثواب کاتحقق بھی تب ہوجب وہ فعل عبادت کی نیت سےکیاجائے۔چنانچہ جن افعال میں یہ دوامورپائےجائیں انہیں عبادت کہاجائےگاجوازروئےقرآن جن وانس کی تخلیق سےشارع کامطلوب ہے۔[[6]](#endnote-6) قیاس اورعبادت کاالگ الگ مفہوم جان لینےکےبعدعبادات میں قیاس کامطلب بیان کیاجاتاہے۔

# قیاس فی العبادات کامفہوم اورحقیقت

عبادات میں قیاس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قیاس کی بنیاد پر کسی نئی عبادت کو ایجاد کیا جائے بلکہ عبادات میں قیاس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت یا اجماع سے ثابت شدہ کسی عبادت میں کوئی ایسا جامع وصف پایا جائے کہ وہی جامع وصف اس خاص فعل کے ما سواء میں بھی موجود ہو تو پہلے سے ثابت شدہ اِس خاص فعل کا حکم اُس فعل پر لاگو کردیا جائے جس کے بارے میں قرآن و سنت میں صراحت موجود نہیں۔ اس بات کوایک مثال سےسمجھنامفیدہوگا۔ چاروں مذاہب کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حجِ قران کرنے والے پر دَم یعنی قربانی لازم ہے جبکہ حج تمتع کرنے والے پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم لاگو کیا گیا ہے۔ اسی طرح چاروں مذاہب کے علماء کا اس پر اتفاق ہے مُحرِم حالتِ احرام میں ناخن نہیں کاٹ سکتا۔ اس ممانعت کی کوئی تصریح قرآن و سنت میں نہیں لیکن حلق کی ممانعت پر قیاس کرتے ہوئے فقہاءنے اسے بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ محرم کے لیے حلق کی ممانعت بطور عبادت ہے۔ اس مفہوم کےادراک کےبعداس کےحکم پربحث اوراس سلسلےمیں فقہاء کی تصریحات ذکرکی جاتی ہیں۔

# عبادات میں قیاس کا حکم

عبادات میں قیاس کےجاری ہونےیانہ ہونےکےبارےمیں فقہائےاحناف وشوافع کےمابین اختلاف پایاجاتاہے۔ باوجوداس کےکہ قیاس سےکام لینےمیں احناف حددرجہ مشہورہیں تاہم اس مسئلہ میں ان کاموقف عدم ِجریان یعنی قیاس کےجاری نہ ہونے کا ہے۔امام نسفی کی عبارت ملاحظہ ہو:

ولامدخل للرای فی معرفۃ ماھوطاعۃللہ ولہذالایجوزاثبات اصل العبادۃبالرای الاتری ان من المشروعات مالایدرک بالمعقول کمقادیرالعبادات والعقوبات کمافی الصلوات والزکوات والصیامات۔[[7]](#endnote-7)

اطاعت ِالٰہی کی معرفت میں رائےکاکوئی دخل نہیں۔اسی لیےکسی عبادت کارائےکےذریعےتحقق جائزنہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتےکہ بہت سےمشروع احکام کابذریعہ عقل ادراک ممکن نہیں جیساکہ عبادات اورعقوبات کی مقادیر جوکہ نماز،زکوٰۃ اورروزوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

گویاکہ احناف کےنزدیک عبادات کاتعین،مقادیراورکیفیات ایسےامورہیں جوغیرمدرک بالقیاس ہیں۔یہ خالصتاً منشائے الٰہی سےمشروع ہونےوالےامورہیں۔انسانی عقل وفہم اس کےادراک سےقاصرہے۔دوسری جانب قیاس کاپورا عمل عقلیات پر منحصرہے۔لہذاعبادات میں قیاس کےعمل دخل کاکوئی معنی نہیں۔جبکہ اس سلسلےمیں دوسراموقف شافعیہ کاہےجو عبادات میں قیاس کےمشروط جوازکےقائل ہیں ۔ان کےنزدیک قیاس کی مکمل شرائط پائےجانےکےوقت عبادات میں اس کا اجراء ممکن ہے۔[[8]](#endnote-8) یہی موقف مالکیہ اورحنابلہ کاہے۔[[9]](#endnote-9)جمہوراپنےموقف کی تائیدمیں عہدِنبوی ﷺکاواقعہ پیش کرتےہیں کہ ایک شخص عمربن خطاب رضی اللہ عنہ کےپاس آیااورکہاکہ مجھ پرغسل فرض ہوچکاہےلیکن مجھےپانی دستیاب نہیں۔مجلس میں موجود عماربن یاسررضی اللہ عنہ نےعمررضی اللہ عنہ سےکہاکہ ایک سفرمیں ہم اکٹھےتھے اوریہی صورتحال ہم دونوں کےساتھ پیش آگئی آپ نے نمازنہ پڑھی جبکہ میں نےپاک زمین پرلوٹ پوٹ ہونےکےبعدنمازاداکی۔جب یہ بات رسول اللہ ﷺکےعلم میں آئی توآپ نےفرمایا:

انماکان یکفیک ھکذا۔فضرب النبی بکفیہ الارض ونفخ فیھماثم مسح بھماوجھہ وکفیہ۔[[10]](#endnote-10)

یقیناًتمہارےلیےاتناکافی تھا۔پھرآپﷺنےاپنی ہتھیلیاں زمین پرماریں اوران پرپھونکاپھران سےاپنےچہرے اور بازوؤں کامسح کیا۔

وجہ استدلال یہ ہےکہ عماربن یاسررضی اللہ عنہ نے حدث ِاصغرپرحدثِ اکبرکوقیاس کیابایں طورکہ غسل کےواجب ہونےکی صورت میں جبکہ پانی دستیاب نہ ہوتیمم کیا۔ کیفیت میں اگرچہ آپﷺنےان کی تصویب نہیں فرمائی لیکن فی نفسہ تیمم کی اجازت دےکرقیاس فی العبادۃ کی تائیدفرمائی۔گویاکہ قیاس فی العبادۃ تقریرِرسول ﷺسےثابت ہے۔

# قیاس فی العبادات کےبارےمیں جامع رائے

اس بارے میں راجح اور جامع بات یہ معلوم ہوتی ہےکہ عبادات میں قیاس کےجاری ہونےیانہ ہونےکےبارےمیں علی الاطلاق کوئی حکم نہ لگایاجائے۔یعنی نہ تو بالکلیہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عبادات میں قیاس جاری نہیں ہوتااور نہ ہی بالکلیہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ عبادات میں قیاس جاری ہوتا ہے۔ بلکہ یہ تفصیل مناسب ہے کہ اگر وہ عبادت ایسی ہو جس میں کوئی وصفِ معقول اور جامع علت موجود ہوتو اس عبادت میں قیاس (اپنی تمام شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے)جاری ہوسکتاہےاوراگر وہ عبادت ایسی ہو جس میں کسی وصفِ جامع اور وصفِ معقول تک ہماری رسائی نہ ہو سکے تو اس میں قیاس جاری نہ ہونےکاحکم لگایاجائےگا۔ عبادات کے غیرمعقول المعنیٰ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں کوئی شرعی معنیٰ و مصلحت ہوتی ہی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم میں موجود معنیٰ و مصلحت تک ہماری رسائی نہیں ۔ گویا کہ وہ ہمارے فہم کے اعتبار سے غیر معقول المعنیٰ ہیں، حقیقت میں نہیں ۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہےکہ ایک حکم بعض فقہاء کے نزدیک ’’تعبدی‘‘ ہو یعنی ’’غیر معقول المعنیٰ‘‘ہو، اور بعض فقہاء کے نزدیک وہ ’’معقول المعنیٰ‘‘ ہوکیوں کہ عین ممکن ہےکہ بسا اوقات کسی حکم میں موجود شرعی مصلحت و حکمت تک کسی ایک فقیہ کی رسائی نہ ہوسکےاوردوسرےکی ہوجائے۔ ایسی صورت میں جاننے والے اور نہ جاننے والے نہ توبرابرہوں گےاورنہ ہی دونوں کاموقف یکساں ہوگا۔ ڈاکٹرسیف علی العصری جو عصرحاضر کے ایک معروف نوجوان فاضل و محقق ہیں اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں:

عبادات دو قسم کی ہیں۔پہلی عبادات تعبدیہ یعنی وہ عبادات جن کی علت معلوم نہ ہو۔ان عبادات کو یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ معقول المعنیٰ نہیں ہیں چنانچہ عبادات کی یہی وہ قسم ہے جس میں قیاس کا کوئی عمل جاری نہیں ہوسکتااور اس میں ضروری ہوتا ہے کہ جو کچھ نص میں وارد ہو بس اُسی پر اقتصار کیا جائے۔ دوسری وہ عبادات جن کی علت معلوم ہویعنی وہ عبادات معقول المعنیٰ ہوں ۔(گویاان میں ایسا معنی اور وصف موجود ہو، جسے علت بنایاجاسکتا ہو) عبادات کی اس قسم میں قیاس کا عمل جاری ہوسکتا ہے۔ [[11]](#endnote-11)

بعدازاں انہوں نے اس موقف کی تائیدمیں کچھ مثالیں بھی ذکر کی ہیں۔ چندایک ملاحظہ ہوں:

* مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ پتھر کے علاوہ جامد چیزیں مثلا آج کے دور میں ٹشوپیپر سے استنجاء کرنا درست ہےاور یہ حکم قیاس پر ہی مبنی ہے۔
* مذاہب اربعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جنون، نشے اور بے ہوشی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ۔وضو ایک عبادت ہے لیکن اس عبادت کو ان تین چیزوں سے ختم قرار دیاجاتا ہے حالانکہ ان تینوں چیزوں کے ناقضِ وضو ہونے کی کوئی مستقل اور مخصوص دلیل نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کو نیند پر قیاس کرتے ہوئے ناقضِ وضوقرار دیا گیا ہے۔ [[12]](#endnote-12)

# قیاس فی العبادات کی جامع مثال

یہاں ایک ایسی مثال پیش کرنا مفید معلوم ہوتا ہے جس کا تعلق عبادات سے ہے اور اس میں شافعیہ کی ماننداحناف بھی قیاس کو بروئے کار لائےہیں۔ متعدد کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

صَلَاۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُم الصُّبْحَ صَلّٰی رَکْعَۃًوَاحِدَۃًتُوتِرُ لَہٗ مَاقَدصَلّٰی ۔[[13]](#endnote-13)

رات کی نماز دودو رکعتیں ہیں۔جب تم میں سےکسی کوصبح ہوجانےکاخوف ہوتووہ ایک رکعت پڑھ لےجو سابقہ کووتربنادےگی۔

اس حدیث کی شرح میں سعید احمد پالن پوری کی تحقیق ملاحظہ ہو:

امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مدعیٰ یہ ہے کہ رات میں نفلیں دو دو رکعت کرکے پڑھنے چاہئیں، اور چونکہ نفل کے باب میں رات اور دِن یکساں ہیں، پس دن کو رات پر قیاس کریں گے، اور دن کی نفلوں میں بھی دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل قرار پائے گا۔امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دن میں فرض نمازیں چار رکعت والی ہیں جیسے ظہر اور عصراور رات میں بھی فرض نماز چار رکعت ہےجیسے عشاء کی نماز۔ فرائض غیراَولیٰ ہیئت پر نہیں ہوسکتے۔ علاوہ ازیں آنحضرتﷺ سے دن میں ایک سلام سے چار رکعت سنت پڑھنا ثابت ہے، اور نبی عموماً جو کام کرتے ہیں، اُسے غیراَولیٰ قرار نہیں دیا جاسکتا، غیراَولیٰ کام اُن کے شایانِ شان نہیں، اور دن پر رات کو قیاس کریں گے، کیوں کہ رات اور دن نوافل کے باب میں یکساں ہیں، پس رات میں بھی چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے۔ [[14]](#endnote-14)

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ کس طرح ایک عبادت کے باب میں ایک طرف امام شافعی اور امام احمد کے ہاں بھی قیاس کارفرما ہے اور عبادت کے بعینہ اُسی باب میں امام ابوحنیفہ کے ہاں بھی قیاس کارفرما ہے۔ قیاس فی العبادت کی یہ ایک اہم مثال ہے۔اس سےبھی راجح اورجامع رائےکی تائیدہوتی ہے۔ قیاس میں عبادات کے جاری ہونے کی ایک اہم مثال ’’توسل بالذوات‘‘بھی ہے جس کے قائلین جمہور اہل سنت ہیں۔ اس کے جواز کے دیگر دلائل میں سے ایک دلیل ’’قیاس‘‘ہے۔ یعنی اس کے جواز کو ’’توسل بالاعمال الصالحہ‘‘ والی ’’حدیث ِغار‘‘پر قیاس کیا گیا ہے۔حدیث غار میں اعمال صالحہ کے توسل کی علت اُن اعمال کی عند اللہ ’’محبوبیت ‘‘ہےجوکہ اس حدیث میں موجود بھی ہے اور معقول المعنیٰ بھی ۔یہی چیز یعنی ’’عند اللہ محبوبیت‘‘ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر صلحائے اُمت میں بھی موجود ہے ۔لہذا توسل بالاعمال الصالحہ کے جواز کا حکم توسل بالذوات الصالحہ کے جواز کی طرف متعدی ہوجائے گا۔

# حاصل ِبحث

غیرمنصوص احکام کی معرفت میں قیاس کاکردارنہایت اہم ہے۔قیاس کی ذیلی مباحث میں سےایک عبادات میں اس کےجاری ہونےیانہ ہونےکی بحث میں جس میں احناف وجمہورمختلف آراءرکھتےہیں۔احناف اس کےعدم جبکہ جمہوراس کےاجراء کےقائل ہیں۔قیاس کےجواز کےعمومی دلائل کےعلاوہ سیرت ِطیبہ کی متعددمثالیں عبادات کےباب میں قیاس کےجاری ہونےکی تائیدکرتی ہیں۔اس بناپرراجح موقف یہی ہےکہ مذکورہ مسئلہ میں علی الاطلاق کوئی حکم لگائےبغیریہ تفصیل اختیارکی جائےکہ اگرعبادت میں وصف ِمعقول اورجامع علت موجودہوتوقیاس کی شرائط پائی جانےکی وجہ سےاس کااجراء جائز ہوناچاہیےاوراگروصف ِمعقول تک رسائی ممکن نہ ہوتوقیاس کےعدم ِاجراء کاموقف اختیارکرنامناسب ہے۔

**حوالہ جات**

1. الزرکشی،محمدبن بہادر،البحرالمحیط فی اصول الفقہ،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1992ء،6/5۔

   Al Zarkashī, Muhammad Bin Bahādur, Al Baḥr al Muḥīt fi uṣūl al Fiqh, Dār al Kutub al Ilmia, Beirut, 1992, 6/5. [↑](#endnote-ref-1)
2. الفوزان،عبداللہ بن صالح،شرح الورقات فی اصول الفقہ،مکتبۃ دارالمنہاج،ریاض،1431ھ،ص 183۔

   Al Fouzān, Abullah Bin Ṣāleh, Sharḥ al Warqāt, Maktaba Dār al Minhāj, Riyadh, 1431H, P:183. [↑](#endnote-ref-2)
3. البخاري،محمدبن اسماعیل،الجامع الصحیح،،دارالحضارۃ اللنشراوالتوزیع،ریاض،2015ء ،کتاب البیوع، باب بیع التمر بالتمر،رقم الحدیث 2170۔

   Al Bukhārī, Muhammad Bin Ismāel, Al Jāma‘y Al Ṣaḥīḥ, Dār al Haḍārah lil Nashr wa Todīh, Riyadh, 2015, Kitāb al Buyoo, Bāb Bay al Tamar, Hadith No: 2170. [↑](#endnote-ref-3)
4. ابن عابدین،محمدامین،ردالمحتارعلی الدرالمختار،مطبع مصطفیٰ الحلبی،قاہرۃ،1386ھ،1/72۔

   Ibn A‘bidīn, Muhammad Amin, Rad al Muḥtār a‘la al Durar al Mukhtār, Matba Mustafā al Halbī, Cairo, 1386H,1/72. [↑](#endnote-ref-4)
5. ابن کثیر،اسماعیل بن عمر،تفسیرالقرآن العظیم،دارالکتب العلمیۃ ،بیروت،2015ء،1/40۔

   Ibn e Kathīr, Ismāel bin Umar, Tafsīr al Qurān al Azīm, Dār al Kutub al Ilmiyah, Beirut, 2015, 1/40. [↑](#endnote-ref-5)
6. دیکھیے:القرآن56:51۔

   Al Qurān 51:56. [↑](#endnote-ref-6)
7. النسفی،ابوالبرکات عبداللہ بن احمد،کشف الاسرار شرح المنار،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1406ھ،2/211۔

   Al Nasafī, Abul Barakāt Abdullah bin Ahmad, Kashf al Asrār, Dār al Kutub al Ilmiyah, Beirut, 1406H, 2/211. [↑](#endnote-ref-7)
8. الاصفہانی، محمودبن عبدالرحمٰن ،بیان المختصرشرح مختصرابن الحاجب،معہدالبحوث العلمیۃ، مکۃمکرمۃ ،2015ء،2/691۔

   Al Asfahānī, Mahmood bin Abdur Rahmān, Bayān al Mukhtasar, Mahad al Buhuth Al Ilmiyah, Makkah, 2015, 2/691. [↑](#endnote-ref-8)
9. دیکھیے:ابن قدامۃ،عبداللہ بن احمد،روضۃالناظروجنۃالمناظر،مکتبۃالکلیات الازہریۃ،قاہرۃ،2013ء،1/317۔

   See: Ibn e Qudāmah, Abdullah Bin Ahmad, Rowḍah al Nāẓir, Maktaba al Kulyāat al Azhariya, Cairo, 2013, 1/317. [↑](#endnote-ref-9)
10. البخاری ،الجامع الصحیح،کتاب التیمم،باب المتیمم ھل ینفیخ فیہھما،رقم الحدیث 331۔

    Al Bukhārī, Al Jāma‘y Al Ṣaḥīḥ, Kitāb Al Tayammum, Bāb al Mutayammim Hal Unfekh fīhimā, Hadith No: 331. [↑](#endnote-ref-10)
11. العصری،سیف بن علی،تعریف العبادۃ بین التحقیق والمجازفۃ،مطبعۃ الیمن،یمن،2019ء،ص21۔

    Al Aṣarī, Saif Bin Ali, Ta‘reef al I‘bādah Bain al Tahqīq wal Mujāzaffah, Matba al Yemen, Yemen, 2019, P:21. [↑](#endnote-ref-11)
12. ایضاً۔

    Ibid. [↑](#endnote-ref-12)
13. البخاری،الجامع الصحیح،کتاب الوتر،باب ماجاء فی الوتر،رقم الحدیث 990۔

    Al Bukhārī, Al Jāma‘y Al Ṣaḥīḥ, Kitāb al Witr, Bāb Māa Jāa fil Witr, Hadith No: 990. [↑](#endnote-ref-13)
14. پالن پوری،سعیداحمد،تحفۃ الالمعی شرح جامع الترمذی،زمزم پبلشرز،کراچی،2014ء،2/285۔

    Pālanpurī, Saeed Ahmad, Tohfah al Alma‘aie, Zamzam Publishers, Karachi, 2014, 2/285. [↑](#endnote-ref-14)